آقا ایک، کارندے تین، مفادات مشترک

عبدالرشید ارشد

اپنی بات کو آسان بنانے کے لیے ہم آپ کے سامنے پہلے یہ معروف فارمولا رکھتے ہیں کہ اگر الف=ب، ب=ج اور ج=د ہو تو یقیناً الف=د یا د=الف ہوتا ہے۔ آقا کا الف فی الاصل اسرائیل ہے تو ب کو بھارت جانیے، الف سے امریکہ بھی ہے اور تیسرا کارکندہ پاکستان ہے۔ آقا کا پہلا غلام امریکہ ہے تو دوست بھارت ہے جو امریکہ کے ''انعامات'' کے سبب ممنونِ احسان ہے ویسے وہ اسرائیل کے احسانات کا بھی معترف ہے۔ امریکہ و بھارت کا مشترکہ کارندہ کابل کا کرزئی ہے تو امریکہ کا دوسرا کارندہ پاکستانی قیادت ہے۔ آقا اسرائیل کے مفادات کے لیے کام کرنے والے امریکہ، بھارت اور پاکستان تین نمایاں کارندے ہیں۔ جب ہم پاکستان کہتے ہیں تو اس میں عوام نہیں عوامی کہلانے والی حکومت مراد ہوتی ہے۔ اسی طرح امریکی عوام کم اور امریکی اسٹیبلشمنٹ زیادہ ملوث ہے۔

مفادات کے حوالے سے اگر چہ ہر ایک کے لیے تھوڑا بہت فرق ہے، مگر ایک چیز بالاتفاق مشترک ہے اور وہ یہ کہ پاکستان کسی طرح بھی مکمل طور پر اسلامی جمہوریہ نہ بن سکے کیونکہ اسلام خالص ہر کسی کے مفادات پر ضربِ شدید لگائے گا۔ اگر چہ یہ بات درست اس لیے نہیں ہے کہ اسلام تو ہر اپنے پرائے کے سکھ، تحفظ اور خوشحالی کی ضمانت دیتا ہے۔ تاریخ کی گواہیاں ہر ذی شعور کے سامنے ہیں۔ اسلام سے یہود و ہنود و نصاریٰ کے اقتدار کو خطرہ تو یقیناً ہے مگر عوام الناس کے لیے اسلام دینِ رحمت ہے جسے ہر مذہب کے سمجھداروں نے ہر دور میں تسلیم بھی کیا ہے۔

اسرائیل کا مفاد یہ ہے کہ پاکستان کا وجود اس کے وجود کے لیے خطرہ ہے کیونکہ یہ عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے اور عربوں سے ان کی یہ محبت عربوں کی یہود دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے اور پھر یہ مسلمان ایٹمی قوت بھی تو ہے۔

> ''عالمی یہودی تحریک کو اپنے لیے پاکستان کے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودی بقا کے لیے سخت خطرہ ہے...... بھارت، پاکستان کا ہمسایہ ہے جس کی ہندو آبادی پاکستان کے مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے جس پر تاریخ گواہ ہے۔ بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھارت کو استعمال کر کے پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہیے۔ ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہنا چاہیے۔ یوں ہمیں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے

تاکہ صہیونیت اور یہودیوں کے یہ دشمن ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہوں۔''

[بن گوریان، اسرائیل کا پہلا وزیر اعظم، بحوالہ جیوش کرانیکل، ۹ راگست ۱۹۶۷ء]

اسرائیل کی دشمنی کا سبب آپ نے دیکھ لیا۔ امریکہ اسرائیل کا زرخرید غلام ہے کہ اسرائیلی مدد و مالی تعاون کے بغیر وہاں کوئی صدر، نائب صدر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ امریکی پالیسیوں کو یہود کنٹرول کرتے ہیں۔ عربوں کے سینے کا خنجر اسرائیل امریکی اسلحہ اور سرپرستی کے سبب مشرقِ اوسط کا دہشت گرد غنڈہ ہے جس کے تحفظ کے لیے بار بار امریکی اسٹیبلشمنٹ اور صدر اعلان کرتے ہیں۔ امریکہ سلامتی کونسل میں ویٹو سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اسرائیلی موساد اور امریکی سی آئی اے نے مشترکہ منصوبہ بندی سے نائن الیون کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر تباہ کر کے امریکہ اور یورپی اتحادیوں کو پہلی درست اسلامی ریاست افغانستان پر وحشت و بربریت کی راہ دکھلائی، پھر عراق میں یہودی میڈیا کے بھرپور تعاون سے مہلک ہتھیاروں کی موجودگی کا ڈرامہ رچاتے یلغار کی راہ ہموار کی اور اُس راستے بالآخر پاکستان کے قبائلی علاقوں تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ امریکہ اور اس کے اتحادی صہیونی منصوبہ بندی پر عمل کے لیے ہر لحہ مستعد دیکھے گئے۔ اگرچہ ہم وطنوں نے مخالفت میں آواز بھی اٹھائی۔

امریکہ نے پاکستان کے لیے یہودی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے گاجر اور چھڑی Carrot and Stick کا کھیل جاری رکھا جو اُن کے پہلے مہرے کی روانگی کے باوجود آج بھی ویسے ہی بلکہ پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ جاری ہے کیونکہ یہود ہی کے فلسفہ کے تحت جب پہلا مہرہ بدنام ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ فہرست میں سے وہ دوسرا مہرہ لے آتے ہیں۔ آج پاکستان میں مہروں کی منڈی سجی ہے۔ اس منڈی سے من مرضی کا مال خرید کر من مرضی کے کام لیے جا رہے ہیں جس کے مظاہر قوم روزانہ ہی انجوائے کر رہی ہے۔

امریکہ کا پہلا مفاد اسرائیل کے دائمی تحفظ کا انتظام کرنا ہے۔ خصوصاً پاکستان کے ''اسلامی بم'' سے ''اسلامی شدت پسندی'' سے کہ پاکستانی قوم میں سے جذبہ جہاد نہ مرزا قادیانی کی طویل محنت اور برطانوی سرپرستی سے نکل سکا اور نہ ہی اب ہر طرح کے لالچ یا وحشت و دہشت بھری کارروائیوں سے نکل رہا ہے بلکہ بڑھ رہا ہے۔ دوسرا مفاد علاقے میں اجارہ داری قائم رکھ کر چین کی روز بروز بڑھتی قوت کا محاصرہ بہتر سے بہتر انداز میں کیے رکھنا ہے۔ اسی لیے امریکہ افغانستان میں لمبے قیام کا عندیہ ظاہر کر رہا ہے یا بھارت کو روس کی جھولی سے نکال کر اپنی جھولی میں محفوظ کرنے کی خاطر واری صدقے جا رہا ہے۔ بھارت کے ساتھ ایٹمی سمجھوتے ہو رہے ہیں۔ ''دہشت گردی'' کے خلاف ''جہاد'' میں بھارت سے کندھا ملا کر مقابلہ کرنے کی یقین دہانیاں کروائی جا رہی ہیں اور نہ جانے کیا کیا پاپڑ بیلے جا رہے ہیں۔

بھارت کے مفادات میں سرفہرست مسئلہ کشمیر اور بگلیہار ڈیم کے سبب پانی کی روک سے پیدا پاکستان کے ساتھ تناؤ کو پردۂ سکرین سے ایک عرصہ کے لیے غائب کرنا ہے اور دوسرے درجے میں ''را'' کی بلوچستان، قبائلی علاقوں

اور سندھ بشمول کراچی میں عرصہ سے جاری تخریبی سرگرمیوں سے توجہ ہٹانا ہے۔ اس کے لیے موساد کے تعاون سے ممبئی دہشت گردی کا "محفوظ ترین وقوعہ" تخلیق کیا گیا تھا جس پر امریکہ اور یہود کی لونڈی یو این او کی سلامتی کونسل نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے وقوعہ کی تحقیق سے قبل ہی کی طرح پاکستان کے خلاف قرارداد پاس کر دی کہ یہ بین الاقوامی برادری کا فیصلہ ہے۔

اسرائیل اپنے لیے پاکستان کو سب سے بڑا خطرہ سمجھے بیٹھا ہے اور بھارت کے ذریعے پاکستان کو سزا دلوانے کے حق میں ہے۔ لہٰذا اس نے کشمیر کی جدوجہد آزادی کے خلاف بھارت کی امداد عرصہ سے جاری رکھی ہے۔ ٹروپس کی ٹریننگ، جدید راڈار اور نہ جانے کیا کیا اسلحہ بھارت کو دیا تو اس کے ساتھ اُس نے "را" کی ہر بڑی تخریبی کارروائی میں معاونت کی۔ امریکی سی آئی اے اور ایف بی آئی بھی موقع کی مناسبت سے مددگار رہی۔ یہ سب کچھ اب راز نہیں رہا مگر پاکستان کا اس قضیے میں کیا مفاد ہے۔ جب ہم پاکستانی مفاد کی بات کرتے ہیں تو ہماری مراد پاکستان کی قیادت کے مفادات سے ہے، عوام کے مفادات سے نہیں ہے۔ عوام کو تو روٹی کپڑے اور مکان کے نعرے نے بے بس کر رکھا ہے۔ قیادت چونکہ بذریعہ امریکہ مسلط ہوتی ہے، عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی خاطر "شفاف" الیکشن ہوتے ہیں۔ پھر سیاست کی منڈی میں ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے جو نچلی سطح تک کارگر بنائی جاتی ہے۔ اعلیٰ سطح کے لیے فیصلے اعلیٰ سطح پر وائٹ ہاؤس اور نادیدہ ہاتھ کرتے ہیں۔ ہم صرف اشارہ کیے دیتے ہیں کہ وزراء اعظم، مشیر خزانہ، گورنر خزانہ وغیرہ سٹی بینک ہی کی شاہراہ پر سفر کرتے کیوں آتے ہیں؟ ان کے آنے سے معاشی اشاریے اوپر جاتے ہیں اور جانے کے بعد پتا چلتا ہے کہ وہ تحت الثرا میں تھے۔

بات پاکستانی قیادت کے مفادات کی ہو رہی ہے۔ پہلا مفاد یہ ہے کہ کسی بھی طرح اسلام اور نظریۂ پاکستان کو بالفعل پاکستان کا مقدر بنانے والی قیادت عوام کا مقدر نہ بنے، دوسرا یا تیسرا چوتھا ذیلی مفاد یہ ہے کہ آزاد عدلیہ کبھی نہ ہو، نظریاتی نظامِ تعلیم اور نظریاتی نظامِ معیشت کبھی رائج نہ ہو سکے۔ ان تینوں عناصر کی عدم موجودگی اس بات کی ضمانت ہوگی کہ یہاں مستقبل میں نہ اسلامی ذہن کی نسل ہوگی نہ مستحکم نظامِ معیشت ہوگا۔ حکومت ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی محتاج رہے گی اور اُن کی متعین کردہ پالیسیوں سے "فیض یاب" ہوتی رہے گی۔ امریکہ کا اقتدار اعلیٰ یہاں تسلیم کیا جاتا رہے گا۔ آج تک عملاً یہی کچھ عوام نے دیکھا بھی ہے کہ ہر حکمران وائٹ ہاؤس کی "نظر کرم" کا محتاج رہا۔

مذکورہ اہداف کی تکمیل کے لیے امریکہ نے بقول بش صلیبی جنگ چھیڑی جس کا آغاز افغانستان سے کیا، جسے لمبا عرصہ تک جاری رکھنے کا عزم کا بار بار اظہار کیا جا رہا ہے۔ جسے پروگرام کے مطابق پاکستان کے آزاد قبائل کو معتوب کر کے پاکستان کی مسلح افواج کو ملوث کر کے، دوطرفہ نفرت کا ذریعہ بنا کر، انسانی جانوں کے اتلاف سے کمزور بھی کیا ہے اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اپنے مخصوص ایجنٹوں کے ذریعے ملک کے طول و عرض میں دہشت گردی کی وارداتیں کروا کر، خودکش حملوں کا اہتمام کرتے عوامی رائے کو یہ یقین دلانے کی سعی کی جاتی ہے کہ فوجی آپریشن سے ان دہشت گردوں کو روکنا کس قدر ضروری ہو گیا ہے۔ اگر فوجی آپریشن سے انھیں نہ کچلا گیا تو یہ ملک کے اندر کارروائیاں کر کے ملکی معیشت کو تباہ کر دیں گے

۔سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ خوف پاکستانی قوم پر طاری رکھنے کے لیے ہمہ جہت کوشش کی جارہی ہے۔

کابل میں بھارتی سفارت خانے پر حملہ ہو یا اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل پر یا ممبئی کے دو ہوٹلوں اور یہودی معبد پر مبینہ دہشت گردی۔ یہ سب کچھ پاکستانی عوام کو دباؤ میں لانے کی فرضی کارروائی سے زیادہ کچھ نہیں کہ بھارتی ”را“ اسرائیلی ”موساد“ اور امریکی ”سی آئی اے“ مشترکہ طور پر اپنے اہداف کی تکمیل کے لیے کرتے ہیں۔ پاکستانی قیادت پر دباؤ کی بات ہم نے اس لیے نہیں کی کہ قیادت خود اس مثلث کا ایک برابر کا زاویہ یا ضلع ہے۔ اگر ہماری بات کی صحت سے انکار کیا جائے تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ و بھارت کے ہر غلط مطالبے کے سامنے سرِ تسلیم خم کیوں کیا جاتا ہے؟ ہر غلط اور مسلمہ طور پر بے بنیاد الزام کو تسلیم کیوں کر لیا جاتا ہے؟ ہر امریکی یورپی فریب کار کو پذیرائی اور اعزازات سے کیوں نوازا جاتا ہے؟ کیا یہ نادیدہ ہاتھ کے ایجنڈے کی تکمیل نہیں ہے؟

مذکورہ تفصیل کے بعد اب آج کے سناریو میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ضروریات اور ان کے حوالے سے ملکی قیادت کا رویہ ملاحظہ فرمائیے۔ آپ قائل ہو جائیں گے کہ اہداف کے حوالے جو کچھ ہم نے عرض کیا درست ہے۔ آزاد عدلیہ کے لیے ملک میں وکلاء ہی نہیں ہر مکتبِ فکر کے لوگ، سیاسی و سماجی حلقے ہر کسی کا مطالبہ ہے کہ عدلیہ کے شب خون کا مداوا کیا جائے۔ عدلیہ بحال کی جائے مگر رکاوٹ ہے تو قیادت ہے۔

دفاع کے حوالے سے محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی خدمات کسی سے چھپی ہوئی ہیں۔ عقل مند محسنوں کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔ سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ متعصب ہندو نے مسلمان ایٹمی سائنسدانوں کو ملک کا سربراہ بنایا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان نے محسن کو ٹی وی پر قوم کے سامنے خود ساختہ اقبالی بیان پڑھوا کر نہ صرف رسوا کرنے کی کوشش کی بلکہ اُسے آقا کی خوشنودی کی خاطر گھر میں نظر بند کر دیا اور جس نظر بندی پر آج کی نئی قیادت بھی آقا کے خوف میں مبتلا ایمان لا چکی ہے۔ کیا یہ اہداف نادیدہ حقیقی آقا نے مقرر نہیں کیے۔ انکل سام جن پر عمل کروا رہا ہے اور بلا چون و چرا اس ہماری قیادت عمل کر رہی ہے۔

پاکستان کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے یا زرعی صنعت پر اور زراعت کی ضرورت پانی ہے۔ قائداعظم نے کشمیر کو پاکستان کے دھڑ پر سر سے تشبیہ دیتے کشمیر کی پاکستان کے لیے اہمیت کا احساس دلایا تھا کہ اسی کشمیر سے پاکستان کے پانچ دریاؤں میں پانی آتا ہے جو پاکستان کی زرعی ضرورت پوری کرتا ہے۔ کشمیر پر بھارت کا قبضہ ہے اور جس یو این او کی سلامتی کونسل کی ایک بے وزن قرارداد کے سبب پاکستانی قیادت نے ہانپتے کانپتے پابندیاں قبول کر لی ہیں۔ اس سلامتی کونسل کی قراردادوں کو اسرائیل کی طرح بھارت نے کبھی پرکاہ کی حیثیت نہیں دی۔ مشرقی تیمور میں مسیحی مفادات کا تحفظ کرتے سلامتی کونسل نے قرارداد پاس کی۔ یو این او نے عمل کروایا مگر ۶۰ سال میں مسلم کشمیر اُسی سلامتی کونسل اور یو این او کی راہ تک رہا ہے۔ کشمیر سے بہنے والے دریاؤں کا رخ پھیرنے کے لیے بھارت ڈیم بنا رہا ہے اور سلامتی کونسل خاموش ہے۔

چناب کے پانی کی روک آج پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ بھارت سرکار کا یہ مسئلہ اس کی ''را'' اور دوست ''موساد'' نے ممبئی دہشت گردی سے حل کرا دیا کہ آج پاکستان بگلیہار ڈیم کے ذریعے پانی کی روک پر خاموش ہے اور دریا خشک، نہریں بند مگر حکومت گندم کا ہدف پورا ہونے کے مژدے سنانے میں مصروف ہے۔ دوسری طرف بھارت جنگ کی دھمکیوں سے قیادت کو ڈرا رہا ہے۔ امریکہ و یورپ کے کارندے آئے دن دورے کر کے اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں تو پاکستان کو ڈراتے ہیں۔ بھارت کی ڈیمانڈ پوری کرنے پر زور دیتے ہیں اور قیادت ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بانی نے قیامِ پاکستان سے قبل ہی اعلان کر دیا تھا، جس کا انھوں نے اپنی زندگی میں بار بار اعادہ بھی کیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک نظریاتی اسلامی مملکت میں اسلام داخل نہ ہو۔ اسی طرح موجودہ قیادت بھی پیش روؤں کے نقوشِ پا کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں کہ اس طرح بین الاقوامی برادری میں اس کی ''رواداری اور روشن خیالی'' پر حرف آئے گا۔ آقا کے احکامات کی نافرمانی ہوگی کہ اس کا فیصلہ ہے ''اسلام چاہنے والے حکمران کبھی بھی قوم کا مقدر نہ بن سکیں''

موجودہ صورتِ حال میں معمولی عقل و شعور رکھنے والا بھی سمجھ رہا ہے کہ تینوں فریق یہود کے ایجنڈے کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ کوئی دوستی نبھاتے جیسے بھارت اسرائیل کی دوستی میں، کوئی غلامی میں جیسے امریکہ اسرائیل کا عملاً غلام ہے تو کوئی غلام در غلام ہونے کے ناتے جیسے پاکستان امریکہ کا غلام ہے کہ Do More سے سرتابی کی اسے مجال نہیں ہے۔ یہ سارا عذاب پاکستان کے عوام جھیل رہے ہیں کہ پاکستانی قیادت اُس ذوقِ یقین سے خالی ہے جس سے......

جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کاش! کوئی زنجیریں کاٹ کر امریکہ کی دائمی غلامی سے نجات دلانے والا، پاکستانی عوام کی بھنور پھنسی کشتی کا کھیون ہار مل جاتا۔